

امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

۷

برودیتِ علم الامت مولانا تھانویؒ

علوم و معارف

مختصر احوال و سوانح

پیدائش | حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ سہارن پور ضلع کے قصبہ گنگوہہ محلہ سرائے متصل خانقاہ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ ۶ رذی قعدہ ۱۳۴۴ھ بروز دوشنبہ بوقت چاشت پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب تھا جو حضرت شیخ غلام علی صاحب کے خلیفہ مجاز تھے۔

تعلیم و تربیت | ابتدائی کتب گنگوہہ میں مولانا عنایت امّ سے پڑھیں۔ فارسی کی بقیہ کتب اپنے ماموں مولانا محمد تقی صاحب اور مولانا غوث محمد صاحب سے پڑھیں۔ عربی کا شروع ہونے پر ابتدائی صرف و نحو کی کتب مولانا محمد بخش صاحب دہلوی سے پڑھیں اور انہی کی ترغیب سے ۱۷ سال کی عمر میں ہدایت النور پڑھ کر دہلی تشریف لے گئے۔ چند دنوں قاضی احمد الدین صاحب پنجابی سے پڑھا۔ اور اسی سال ۱۲۶۱ھ میں حضرت مولانا مملوک علی صاحب کے پاس حاضر ہوئے۔ جہاں ایک سال قبل حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ تشریف لائے تھے۔ اس طرح دونوں شمس و قمر کی تعلیم بھی ساتھ ساتھ ہوئی۔ علم حدیث خاندان ولی اللہی کے آخری چشم و پیرائے راس الاتقیاء حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب محدث دہلویؒ و مہاجر مدنی سے حاصل کیا۔ معقولات کی چند کتابیں مفتی عبدالعزیز صاحب آزرہ سے پڑھیں۔

نکاح | حضرت گنگوہیؒ کا نکاح ان کے پاکباز اور پاک باطن ماموں حضرت مولانا محمد تقی صاحب

عجاز طریقت سلسلہ قادریہ کی بزرگ اور صالح صاحبزادی حضرت خدیجہؑ سے ہوا۔ جنکی عمر ابرس اور حضرت گنگوہیؒ کی عمر ۲۱ برس تھی۔

بیعت و سلوک | حضرت گنگوہیؒ دہلی سے دستار فضیلت حاصل کرنے کے بعد وطن عزیز تشریف لائے اور سید مومن علی صاحب کو علم دین پڑھانا شروع کیا۔ اسی دوران حضرت مولانا شیخ محمد صاحب تھانویؒ کی تحریر دربارہ مسئلہ روضہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نظر سے گزری کہ جو جگہ ایک قبر کیلئے افتادہ ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدفون ہوں گے۔ یہ امر قطعی ہے اور اس کا منکر ایسا ہے، ویسا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے حضرت شیخ صاحبؒ کی اس تحریر پر تحریر فرمایا کہ سارا ثبوت باحادیث اخبار احاد ہے۔ اس لئے اس سے علم ظنی حاصل ہوگا۔ قطعیت کا ثبوت دشوار ہے یہ جواب حضرت شیخ صاحبؒ کی نظر سے گذرنا تو جوش و غضب میں بھر گئے۔ پھر کیا تھا طرین میں سوال و جواب شروع ہو گئے۔ بالآخر حضرت گنگوہیؒ ایک بارات کیساتھ تھانہ جھون تشریف لے گئے اور حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مقصد عرض کیا۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے یہ کہہ کر کہ وہ ہمارے بڑے ہیں ”مناظرے سے منع فرادیا۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے حضرت گنگوہیؒ کے اصرار اور حضرت حافظ محمد صامن صاحب شہیدؒ کی سفارش پر بیعت فرمالیا۔

الزام بغاوت و گرفتاری | ۱۲۸۵ھ کی جنگ آزادی کے ہولناک حادثہ کے بعد حضرت

حاجی صاحبؒ ہندوستان سے ہجرت فرما کر مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ اور حضرت حجتہ الاسلام مولانا نانوتویؒ اور امام ربانی حضرت گنگوہیؒ روپوش ہو گئے۔ تگرمی میں حضرت گنگوہیؒ نے حضرت حاجی صاحبؒ سے آخری ملاقات کی۔ آپکی عدم موجودگی میں گنگوہ میں آپ کے ماموں زاد بھائی مولانا ابوالنصرؒ کو گرفتار کر کے سخت زد و کوب کیا گیا اور پھر رہا کر دیا گیا۔ تگرمی سے گنگوہ واپسی کے بعد حضرت کو حالات کا علم ہوا تو تشریف و اقارب کے مشورے سے اپنے دادھیال رامپور تشریف لے گئے لیکن خبر کی خبر رسانی سے حکیم ضیاء الدین صاحبؒ کے مکان سے گرفتار ہوئے۔ سہارن پور کی جیل کی کال کھنری میں آپ کو رکھا گیا مقدمہ چلتا رہا۔ حالات کی تفتیش جاری رہی۔ حاکم نے آپ سوال کیا کہ کیا آپ کے پاس اسلحہ ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اور جیب سے سیب نکال کر دکھائی۔

سہارن پور جیل سے آپ کو مظفرنگر جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ بالآخر جب گورنمنٹ کو کوئی ثبوت نہ ملا تو رہا کر دئے گئے۔ زمانہ جیل میں اکثر قیدی آپ کے معتقد ہو گئے اور بہت سے نائب ہو کر بیعت ہو گئے۔ ہمیشہ جیل خانہ میں نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ رہائی کے بعد سلوک و تصوف

اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اور عالم حکومت کا مقابلہ کرنے کیلئے دوشہور علی دینی جہاد نیوں دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارن پور کی ترقی اور فلاح کے لئے مصروف ہو گئے۔ یہاں سے بڑے بڑے جرنیوں اور سپہ سالاروں کو تیار کیا۔ جنگی کوششوں سے پاکستان بنا اور آج کل اس ادینی اور آزادی نکر کے زمانہ میں کچھ دینی نضام موجود ہے وہ ان کے روحانی فرزندوں کی مساعی ہائے سید کا موجب ہے۔ اَللّٰهُمَّ رَدِّ فِتْنَةٍ - آمین۔

حج | قطب عالم حضرت گنگوہی نے تین حج کئے۔ پہلا حج ۱۲۸۸ھ میں ڈیٹی عبدالحق صاحب بشار کے خرچ سے کیا۔ دوسرا حج ۱۲۹۲ھ میں اکابر دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب، حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اور حضرت مولانا محمد منظر صاحب نانوتوی و دیگر بزرگان کی معیت میں کیا۔ تیسرا حج ۱۲۹۹ھ حاجی مہر احمد اور منشی تھل حسین صاحب کی معیت میں کیا۔

وصال مبارک | ۱۲، ۱۳ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ کی شب میں نوافل تہجد میں اپکی خضر و منبر دونوں انگلیوں کے درمیان کسی زہریلے جانور نے کاٹ لیا۔ آپ کو پتہ بھی نہ چلا۔ خدام نے صبح خون کے مہیے دیکھے، خون کافی نکل گیا۔ صغف بڑھتا رہا اور زہر کا اثر ترقی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ ۲۷ جمادی الاول کو شدت کا ہمار چڑھا۔ آپ کے صاحبزادہ حکیم محمد مسعود صاحب نے علاج کی طرف، خصوصی توجہ کی لیکن افاقہ نہ ہوا۔ بالآخر ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ بوقت اذان جمعہ واصل بحق ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ حضرت شیخ الہند نے اِنَّهُ فِي الْاُخْرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ اور حضرت حکیم الامت تھانوی نے مَوْلَانَا عَاشَ حَمِيدًا مَاتَ شَهِيدًا۔ سے تاریخ وصال نکالی۔

غفار مجاز | تذکرۃ الرشید میں غفار مجاز طریقت کی تعداد ۳۱ لکھی ہے۔ چند مشہور غفار کے نام یہ ہیں۔ حضرت مولانا غفیل احمد صاحب سہارنپوری، حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اسیراٹا، حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی، حضرت مولانا صادق الیقین صاحب، حضرت مولانا محمد منظر صاحب نانوتوی وغیرہ۔

حضرت امام ربانی کا مقام | سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب ہاجر کی اپنے رسالہ پیر و مرشد کی نظر میں | صیار انقلاب میں تحریر فرماتے ہیں ہر کہ ازیں فقیر محبت و ارادت دار و مولوی رشید احمد سلمہ و مولوی محمد قاسم سلمہ کہ جامع جمیع کمالات علوم ظاہری و باطنی اند بجا کئے من راقم اور ان بلکہ بمذارج فوق از شمارند اگرچہ معاملہ برعکس شد کہ او شان بجا کئے من و من مقام او شان

شدم وصحت اور شان را غنیمت دانند کہ این چنین کسان دین زمان نایاب اند۔" یعنی بولوگ مجھ سے محبت اور تعلق بیعت رکھتے ہیں، انہیں چاہئے کہ حضرت مولانا رشید احمدؒ اور حضرت مولانا محمد قاسمؒ جو ظاہری اور باطنی تمام کمالات کے جامع ہیں میری طرح بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ پر شمار کرے۔ اگرچہ معاملہ برعکس ہے کہ وہ میری جگہ ہیں اور میں انکی جگہ ہوں۔ ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کیونکہ ایسے لوگ زمانہ میں نایاب ہیں۔ نیز قیام مکہ معظمہ کے دوران فرمایا "مولوی رشید احمد صاحب میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں۔ لوگوں کو یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے" نیز اپنے مکتوب گرامی میں حضرت گنگوہیؒ کو تحریر فرماتے ہیں "میں نے منیا القلوب میں آپ کی نسبت کچھ لکھا ہے وہ الہام سے لکھا ہے۔" نیز آپ فرمایا کرتے کہ اگر حق تعالیٰ مجھ سے دریافت کرے گا کہ امداد اللہ کیا لائے تو میں مولوی رشید احمد صاحبؒ اور مولوی محمد قاسم صاحبؒ کو پیش کر دوں گا کہ یہ لے کر حاضر ہوا ہوں۔" کچھ فہم اور کم سمجھ لوگ حضرت گنگوہیؒ کو دیکھتے تھے کہ یہ اپنے شیخ کے طریقہ پر نہیں۔ ایسے کسی صاحب نے حضرت گنگوہیؒ سے کہا کہ حضرت حاجی صاحبؒ تو میلاد میں شرکت فرماتے ہیں اور آپ اس سے منع فرماتے ہیں اس پر حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ اول تو تم اسکی حقیقت کو نہیں سمجھے اور اگر تمہارا ایسا ہی خیال ہے تو حضرت حاجی صاحبؒ سے ہم نے جو بیعت کی ہے وہ اصلاح باطن اور راہ سلوک طے کرنے کے لئے کی ہے۔ اور جہاں تک ظاہری احکام کا تعلق ہے سو اس میں تو خود حضرتؒ کو بھی ہم سے پوچھ کر عمل کرنا چاہیہ۔ یہ معترض اس بات سے بہت ناراض ہوئے اور بطور شکایت کے یہ بات حضرت حاجی صاحبؒ سے جا لگائی کہ آپ کے مرید ہو کر آپکو ایسا کہتے ہیں حضرت حاجی صاحبؒ نے ان کو ڈانسا اور فرمایا کہ مولانا رشید احمد صاحبؒ صحیح فرماتے ہیں بیشک ہمیں مسائل میں ان کو اتباع کرنا پڑے تب یہ صاحب اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔

حضرت امام ربانی کا مقام اکابرین امت کی نظر میں گنج مراد آبادیؒ فرمایا کرتے تھے "میاں مولانا رشید احمد صاحب کا کیا پوچھتے ہو وہ تو دریا پی گئے اور ڈکارتک نہ لی" حکیم نعمت اللہ صاحب مانک پور ضلع پرتاب گڑھ نے حضرت گنج مراد آبادیؒ سے عرض کیا کہ حضرت مولانا احمد حسن صاحب کا پیروی کے نام خط لکھ رہا کہ وہ حدیث ختم کر دیں حضرتؒ نے فرمایا تم گنگوہیؒ جاؤ۔ جب انہوں نے دوبارہ کہا تو فرمایا کہ ایک میں ہوں اور دوسرے رشید احمدؒ تیسرے ایسا کوئی مل جائے تو ظلمت فلسفہ دور ہو جائے۔ تم گنگوہیؒ جاؤ۔ قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید۔" حجت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ آپ کا

الضعیف عصر اور حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری محدث آپکو فقیہہ النفس فرمایا کرتے تھے۔ مرشدنا حضرت حکیم الامتؒ آپ کو امام وقت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت حکیم الامتؒ اور حضرت حکیم الامتؒ کی دستار بندی حضرت امام ربانیؒ کے قطب عالم حضرت امام ربانیؒ مقدس ہاتھوں سنہ ۱۳۰ھ میں ہوئی۔ جب حضرت گنگوہیؒ

دستار بندی کے لئے تشریف لائے تو حضرت مولانا محمد حسن صاحبؒ نے حکیم الامتؒ کی ذہانت اور ذکاوت کی تعریف کی۔ تعریف سن کر حضرت گنگوہیؒ نے مشکل مشکل سوالات کئے اور حضرت حکیم الامتؒ کے جوابوں سے بہت خوش ہوئے۔ حضرت حکیم الامتؒ کی طالب علمی کے دوران ایک مرتبہ قطب عالم حضرت گنگوہیؒ کسی ضرورت سے مدرسہ دیوبند تشریف لائے۔ حضرت حکیم الامتؒ غایت اشتیاق میں بغرض مصافحہ دورے تو ان اینٹوں کی دہ سے جو اس وقت وہاں زورہ کی تعمیر کیلئے پڑی ہوئی تھیں۔ حضرت حکیم الامتؒ کا پاؤں بے اختیار پھسلا اور زمین پر گر گئے ہی کو تھے کہ حضرت گنگوہیؒ نے فوراً ہاتھ پکڑ کر سنبھال لیا۔ حضرت حکیم الامتؒ کو حضرت گنگوہیؒ کی زیارت ہوتے ہی اس قدر شش اور عقیدت ہوئی کہ بقول حضرت حکیم الامتؒ باوجود اس وقت حقیقت و غایت بیعت بھی نہ سمجھنے کے مولانا سے بیعت کی درخواست کی۔ مولاناؒ نے اس بناء پر کہ بڑا طالب علمی مشغول باطن مغل تحصیل علم ہو گا۔ انکار فرما دیا۔ اس واقعہ کا مفصل ذکر حضرت حکیم الامتؒ نے اپنے رسالہ یادیا راں میں تحریر فرمایا ہے۔

حضرت حکیم الامتؒ کی حضرت حکیم الامتؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے قطب عالم امام ربانیؒ سے محبت و عقیدت حضرت گنگوہیؒ قدس اللہ سرہ کے ساتھ غیر اختیاری اور قلبی

تعلق ہے اور حضرتؒ کی عظمت شان اور جلالات قدر بفضلہ تعالیٰ طبعی طور پر میرے دل میں ہے اور اسی قلبی و طبعی مناسبت کی وجہ سے میں نے بیعت کیلئے بھی حضرت گنگوہیؒ سے درخواست کی تھی مگر حضرتؒ کے قبول نہ فرمانے پر میں نے حضرت قطب عالم حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں اس مضمون کا عریضہ تحریر کیا جس کا حاصل یہ تھا کہ آپ حضرت گنگوہیؒ سے سفارش فرمادیں مگر اس کے جواب میں حضرت حاجی صاحبؒ نے خود بیعت فرمایا۔ عارف باللہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسریؒ فرماتے تھے کہ جب حضرت حکیم الامتؒ کے ہاں حضرت گنگوہیؒ کا ذکر شروع ہو جاتا تو دیر تک ان کے واقعات کمالات بیان فرماتے رہتے اور عجیب شان ہوتی تھی۔ حضرت حکیم الامتؒ فرماتے تھے۔ کہ ان حضرات کے ذکر میں بھی گرمی ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی مجھے پسینہ آ رہا ہے۔ چنانچہ حضرت

حکیم الامتؒ نے اپنی باطنی پریشانی کے دوران حضرت گنگوہیؒ سے رجوع کیا تھا حضرت گنگوہیؒ شروع سے آخر تک اسی تجویز پر قائم رہے کہ خطرات منکرہ کی طرف التفات نہ کرو حضرت حکیم الامتؒ فرمایا کرتے کہ یہی ارشاد مولانا کے امام من ہونے کی دلیل ہے۔ اس دوران حضرت امام ربانیؒ دعا اور توبہ بھی خاص طور سے فرماتے رہے۔ حضرت حکیم الامتؒ پر جب قرض ہو گیا تو آپ نے حضرت مولانا گنگوہیؒ سے دعا کی درخواست کی حضرت گنگوہیؒ نے حضرت حکیم الامتؒ سے پوچھا کہ کہو تو مدرسہ دیوبند میں تمہارے لئے مدرسہ کی کوشش کرو۔ حضرت حکیم الامتؒ نے عرض کیا کہ میرا تو اس وقت عزم کرنے کا مقصود صرف دعا ہے۔ باقی حضرت حاجی صاحبؒ نے بعد ترک تعلق کا پور کسے اور جگہ تعلق کرنے کی ممانعت فرمادی ہے، لیکن اگر حضرتؒ کی یہی تجویز ہے تو میں اس کو بھی حضرت حاجی صاحبؒ کی تجویز سمجھوں گا کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے اپنی پچھلی تجویز منسوخ فرما کر اب یہ صورت تجویز فرمادی ہے کیونکہ تجویز مؤخر ناسخ ہوتی ہے تجویز مقدم کی۔ یہ سن کر حضرت گنگوہیؒ نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں فرمایا کہ نہیں نہیں اگر حضرت حاجی صاحبؒ کی ممانعت ہے تو میں اس کے خلاف مشورہ نہیں دیتا چنانچہ دونوں حضرات کی دعا کی برکت سے قرضہ سے جلد سبکدوش ہو گئے۔

حضرت حکیم الامتؒ نے اپنے والد ماجد کے ترکہ میں بعض مشتبہ اموال کو نہ لینا چاہا تو حضرت گنگوہیؒ نے یہی ارشاد فرمایا کہ اگر تو فتویٰ سے گنجائش ہے اور اگر نہ تو تو خدا تعالیٰ تم کو روزی سے پریشاد نہ کرے گا۔ ان واقعات سے ظاہر ہے کہ حضرت حکیم الامتؒ کو حضرت گنگوہیؒ سے کس قدر عقیدت و محبت تھی چنانچہ ارشاد فرمایا کہ لوگ حضرت مولانا گنگوہیؒ کو خشک مزاج بتلاتے ہیں کیونکہ یا تو کبھی ملے نہیں یا اگر ایک دو دفعہ ملے تو اتفاق سے ایسے وقت ملے کہ مولاناؒ کسی دوسرے شغل یا احتساب میں مشغول ہوتے اور ساری عمر کیلئے رائے قائم کر دی۔ اسکی ایسی مثال ہے کہ فلاں جج صاحب بڑے خوش اخلاق ہیں کاسن کر کوئی عدالت میں ہمارے اور اتفاق سے ایسے وقت پہنچے کہ جج صاحب بدشخصوں کو جس دوام کا حکم سن رہے ہوں اور دو شخصوں کو پھانسی کا۔ تو یہ شخص جج صاحب کو نہایت درجہ کا نونہوار سمجھے گا، لیکن عقلمند یہی کہے گا کہ بھائی تم نے عدالت میں دیکھا ہے پھر اتفاق سے اس وقت سنگین مقدمات پیش تھے، ذرا ان کے بنگلہ پر جا کر دیکھو۔ اسی طرح بزرگوں کے پاس ایک وقت جا کر دیکھا اور کہہ دیا کہ یہ نہایت خشک ہیں۔

حضرت امام ربانیؒ کی حضرت حکیم الامتؒ سے محبت ایک مرتبہ حضرت گنگوہیؒ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرتؒ اس وقت چار پانی پر لیٹے ہوئے تھے۔

جب حضرت حکیم الامتؒ ملنے کیلئے تشریف لائے تو حضرت امام ربانیؒ چارپائی سے اتر کر نیچے تشریف لائے اور عام لوگوں میں آ بیٹھے۔ حضرت حکیم الامتؒ کو خجلت ہوئی اور عرض کیا کہ اب تو اکثر معاذی کا اتفاق ہوا کرے گا، میں تو خادموں کے طور پر حاضر ہوتا ہوں۔ خادموں کا سا برتاؤ فرمایا کریں۔ مولاناؒ نے یہ فرما کر حضرت حکیم الامتؒ کی خجلت دور فرمائی کہ نہیں میں دیر سے لیٹا ہوا تھا اس لئے آ بیٹھا ہوں اور آئندہ خیال فرما کر نشست نہ بدلی۔

ایک مرتبہ تھکانہ بھون کے کچھ لوگ حضرت گنگوہیؒ کے پاس حضرت حکیم الامتؒ سے شکایت کرنے گئے کہ ایسا کرتے ہیں ویسا کرتے ہیں اور ابھی نام ظاہر نہ کیا تھا۔ مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کس کی شکایت ہے۔ انہوں نے کہا مولانا اشرف علی صاحبؒ کی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ میں نہیں سننا چاہتا وہ جو کام کرتے ہیں حق سمجھ کر کرتے ہیں۔ نفسانیت سے نہیں کرتے۔ بشریت سے غلطی دوسری شے ہے، وہ سب اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔

ایک مرتبہ حضرت حکیم الامتؒ کا گنگوہ میں ایک مقام پر وعظ ہوا تھا کچھ لوگ حضرت گنگوہیؒ کے پاس بیٹھے تھے جس میں حضرت امیر شاہ خاں صاحبؒ بھی تھے۔ حضرت گنگوہیؒ نے حاضرین سے غصہ ہو کر فرمایا کہ یہاں کیوں بیٹھے ہو ایک عالم ربانی کا وعظ ہوا ہے۔ اس کے وعظ میں جاؤ میرے پاس کیا رکھا ہے۔

حضرت امیر شاہ خاں صاحب مرحوم و مغفور فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں حضرت گنگوہیؒ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور جناب مولوی اشرف علی صاحبؒ بھی گنگوہ تشریف لائے ہوئے تھے، صبح کی نماز کے بعد آپ حضرت گنگوہیؒ سے کچھ پوچھتے ہوئے حضرت کیساتھ ساتھ حجرے تک تشریف لے گئے اور سہ درمی میں پہنچ کر دونوں حضرات کھڑے ہو گئے اور کچھ دیر تک کھڑے کھڑے گفتگو ہوتی رہی۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جبکہ مولانا اور حضرت سے مولود وغیرہ کے باب میں مکاتبت ہوئی تھی اور مجھے حضرت مولانا سے اپنے مسلک سابق کی وجہ سے عقیدت نہ تھی جبکہ میں نے حضرت گنگوہیؒ کا حضرت مولانا تھاؤزیؒ سے اس خصوصیت کا برتاؤ دیکھا تو حضرت قدس سرہ سے دریافت کیا، کیا مولوی اشرف علی صاحبؒ اچھے ہو گئے آپ نے فرمایا کہ ان اچھے ہو گئے میں نے پھر پوچھا کیا بالکل اچھے ہو گئے۔ مولانا نے تیز لہجہ میں فرمایا ہاں بالکل اچھے ہو گئے۔ ان چند واقعات سے حضرت گنگوہیؒ کی حضرت حکیم الامتؒ سے محبت و لحاظ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ محبت کی برکت | حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ آپ کی صحبت میں یہ اثر تھا کہ کیسی ہی

پریشانی یا دواؤں کی کثرت کیوں نہ ہو جو نہی آپکی صحبت میں بیٹھے قلب میں ایک خاص قسم کا سکون اور جمعیت حاصل ہوتی جس سے سب کدو تیں رنج ہو گئیں اور قریب قریب آپکے کل مریدوں میں عقائد کی درستی، دین کی پختگی خصوصاً حب فی اللہ و بغض فی اللہ بدرجہ کمال مشاہدہ کیا جاتا ہے یہ سب برکت آپکی صحبت کی ہے۔

اس مکاتبت کا نام ضیاء الانہام من علوم بعض الاعلام ہے حضرت حکیم الامت غلو عن المنکرات مباح سمجھتے تھے۔ حضرت گنگوہیؒ بہ اندیشہ فساد منع فرماتے تھے۔ بالآخر حضرت حکیم الامت نے اپنے قول سے رجوع کیا تفصیل تذکرۃ الرشید میں ہے۔

ملفوظات اب چونکہ حضرت گنگوہیؒ اس دار فانی سے عالم جاودانی تشریف لے گئے اس لئے اب ہمیں ان کی صحبت میسر نہیں ہو سکتی۔ ان کے ملفوظات ہی ہمارے لئے موجب تسکین ہیں۔ چونکہ کل رفت و گلستان شد خراب۔ بوسے گل را از کہ جویم از گلاب چونکہ شد خورشید مارا کرد داغ۔ چارہ بنود در مقامش جز چیراغ حضرت حکیم الامت غلیفہ خاص حضرت حاجی صاحبؒ خواجہ تاش حضرت گنگوہیؒ کی زبانی حضرت امام ربانیؒ کے ملفوظات ملاحظہ فرمائیے: وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التَّكَلُّفُ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ آمین۔

ملفوظات

۱۔ فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ فرماتے تھے کہ جو لوگ علمائے دین کی توہین اور ان پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ قبر میں ان کا منہ قبلہ سے پھر جاتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ (ملفوظات کمالات، اشرفیہ ص ۵۴)

۲۔ فرمایا: کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہیؒ کے یہاں اہل باطل کے تکفیر کا ذکر تھا۔ اسی روز جوش میں شان ربیعی کا ذکر ہو رہا تھا۔ یہاں تک فرمایا کیا کافر کا فرسے پھرتے ہو۔ قیامت میں دیکھو گے کہ ایسوں کی مغفرت ہوگی جنہیں تم دنیا میں کافر قلعی کہتے ہو اور واقع میں وہ کافر نہ ہوں گے مگر نہایت ضعیف الایمان ہوں گے۔ پھر فرمایا لیکن اگر ڈرانے و دھمکانے کیلئے شرعی انتظام کیلئے کسی وقت کافر کہہ دیا جاوے تو اس کا مصالحتہ نہیں۔ اس میں شان انتظامی کا ظہور ہو گیا۔ (کمالات اشرفیہ ص ۹۲)

سید الطائفہ حضرت حاجی صاحبؒ فرماتے تھے کہ جس قدر نظر وسیع ہو جاتی ہے، اعتراف کم ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت حکیم الامتؒ فرماتے تھے کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے اندر اس قدر حق

الحق:۔ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ (ارواح ثلاثہ ص ۲۲۵) یہ محفوظ حضرت گنگوہیؒ کی وسیع النظری کا شاہد ہے اور بے مثال حسنِ فہم کی دلیل ہے۔

۳۔ فرمایا کہ ایک بار حضرت مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ کسی سے کسی قسم کی توقع مت رکھو چنانچہ مجھ سے بھی مت رکھو۔ یہ بات دین و دنیا کا گڑھ ہے جس شخص کی یہ حالت ہوگی وہ افکار و مہم سے نجات پائے گا (کلمات اشرفیہ ص ۱۲) غیبت بیدار گناہ کبیرہ بھی توقع سے ہوتا ہے کیونکہ انسان اسی کی غیبت کرتا ہے جس سے توقع رکھی ہوئی تھی۔ مرزا غالب مرحوم نے سچ فرمایا ہے۔

جب توقع ہی اٹھ گئی غالب کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی

۴۔ فرمایا کہ تہذیب اس کا نام ہے کہ بناوٹ نہ ہو۔ چنانچہ گاؤں کے لوگ نہایت فحش ہوتے ہیں۔ نانوتہ کے پاس آہرہ ایک گاؤں ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ دہلی عرصہ تک قیام فرما رہے۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ بھی اس موضع میں حضرت حاجی صاحبؒ کے ہمراہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس گاؤں سے لوگ آتے ہیں اور ان کو یہاں قیام کرنا ہوتا ہے تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم اتنے آدمی ہیں اور رات کو قیام کریں گے۔ میں اس بات کی بڑی قدر کرتا ہوں، میں ان کی چیز واپس نہیں کرتا۔ ان میں کوئی بناوٹ نہیں ہوتی۔ پہلے آہرہ کے لوگ جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا آہرہ ہمارا ہی ہے، اور پھر ہمارے مسلک کے خلاف جمعہ پڑھتے ہیں۔ یہ خبر گاؤں میں پہنچی تو سب نے مجمع پڑھنا چھوڑ دیا۔ (کلمات اشرفیہ ص ۱۳۱) حضرت گنگوہیؒ کے فتویٰ پر تمام دنیا بے چوں و پر اٹھ کر تھی۔ سب کو آپ کے فتویٰ پر یقین تھا۔

۵۔ فرمایا: ایک صاحب نے حضرت حکیم الامتؒ قدس سرہ سے سوال کیا کہ جو رسائل جو ان ہٹا گئے ہوں اسکو بھیک دینا کیسا ہے؟ فرمایا یوں کہہ دو کہ آگے جاؤ یا خاموش رہو، خود ہی چلا جاوے گا۔ پھر فرمایا کہ اگر لوگ نہ سینے پر پورا عمل کریں تو ایسے لوگ مانگنا ہی چھوڑ دیں۔ بھیک مانگنے والے جو قادر ہوں کسب پر، فقہانے ان کو دینا حرام لکھا ہے۔ کیونکہ سوال کرنا ایسے شخص کو حرام ہے اور بھیک دینا یہ اعانت ہے معصیت پر اس لئے وہ بھی حرام ہے اور دلیل یہ ہے: لَا تَعَاوَدُنَا عَلٰی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (یعنی گناہ اور ظلم کے لئے مدد نہ کرو) مولانا گنگوہیؒ نے اس مسئلہ کو بیان فرمایا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ لوگ غل تو چادیں گے مگر دیتا ہوں۔ چنانچہ بڑا غل بچا۔ بات یہ ہے کہ مانگنا رسم ہو گیا ہے اور رسم کے خلاف لوگ نہیں مانتے (کلمات اشرفیہ ص ۱۳۱) اللہ تعالیٰ ہمیں رسوم سے بچائیں اور سنت پر عمل کی توفیق بخشیں۔ آمین

۶۔ فرمایا کہ مولانا گنگوہیؒ نے ایک جگہ قسم کھائی ہے کہ مجھ میں کوئی کمال نہیں ہے۔ محض اجابت کا حسن ظن ہے جو میرے ساتھ ہے۔ بعض خالص لوگوں کو اس میں شک ہو گیا کہ مولانا میں کمال کا ہونا تو ظاہر ہے تو اس قول سے مولاناؒ کا جھوٹ بولنا لازم آتا ہے۔ پھر ہمارے حضرت ”حکیم الامت“ؒ نے مولاناؒ کے قول کی تفسیر میں فرمایا کہ بزرگوں کو آئندہ کمالات کی طلب میں موجودہ کمالات پر نظر نہیں ہوتی پس مولانا اپنے کمالات موجودہ کو کمالات آئندہ کے سامنے نفی خیال فرماتے تھے۔ اسکی ایسی مثال ہے کہ کسی شخص کے پاس ایک ہزار روپے ہیں، وہ لکھ پتیوں کے سامنے مالدار نہیں۔ البتہ دوسرے شخصوں کو مولاناؒ کی نسبت یہ گمان کہ وہ خالی از کمالات تھے، نہ کرنا چاہئے (کمالات اشرفیہ ص ۱۹)، اشرف السراخج (ص ۲۹) حتیٰ تعالیٰ شانہ کی بڑی عظیم الشان بے مثال درگاہ ہے۔ یہاں سے جو کچھ عطا ہو۔ آگے کی ہوس کرنا چاہئے۔ کسی ایک مقام پر بس نہیں کرنا چاہئے۔

اے برادر بے نہایت درگہیت ہر کہ بروے میر کسی بروے

۷۔ فرمایا کہ میں نے حضرت مولانا گنگوہیؒ سے پوچھا کہ میرا جی تنہائی کو بہت چاہتا ہے لیکن اس میں لوگوں کی دل شکنی کا بہت خیال ہوتا ہے حضرت مولاناؒ نے فرمایا کہ اپنی مصلحت دیکھ لو اور کسی کا خیال نہ کرو۔ سب کو بھارت دہی، مار دہی۔ یہ اس طرح فرمایا کہ گویا خود پر بھی گزری ہو۔ (کمالات اشرفیہ ص ۲۰) اشرف السراخج (ص ۳۷)

۸۔ فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ کا یہ قول مجھے بہت ہی پسند ہے کیونکہ میرے مذاق کے موافق ہے وہ یہ کہ محل سے زیادہ کبھی اپنے ذمہ کام نہ لے چنانچہ ایک صاحب نے مولانا (حکیم الامتؒ) کے کسی مہمان سے بستر کیلئے پوچھا تو معلوم ہونے کے بعد فرمایا کہ اگر اس کے پاس نہ ہوتا تو تم کہاں سے دیتے اور اگر ایک دو بستر کہیں سے لاجبی دے تو اگر بہت سے مہمان آئے اور کسی کے پاس بھی بستر نہ ہو تو سب کیلئے کہاں سے لاؤ گے۔ خبردار جو کسی سے بستر کیلئے پوچھا۔ (کمالات اشرفیہ ص ۲۱)

۹۔ فرمایا مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے پاس کوئی بیٹھا ہوا ہوتا تو اشراق اور چاشت بھی قضا کر دیتے تھے اور مولانا رشید احمد صاحبؒ کی اور شان تھی۔ کوئی بیٹھا ہو جب اشراق کا یا چاشت کا وقت آیا وضو کر کے وہیں نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ یہ بھی نہیں کہ کچھ کہہ کر اٹھیں کہ میں نماز پڑھ لوں یا اٹھنے کی اجازت لیں، جہاں کھانے کا وقت آیا لکڑی لی اور چل دے چاہے کوئی نواب ہی کا بچہ بیٹھا ہو وہاں یہ شان تھی جیسے بادشاہوں کی شان ہوتی ہے۔ ایک تو بات ہی کم کرتے تھے اور اگر کچھ مختصر کسی بات کہی تو جلدی سے ختم کر کے تسبیح لے کر ذکر میں مشغول ہو گئے کسی نے کوئی بات پوچھی تو جواب

دے دیا گیا اور اگر نہ پوچھی تو کوئی گھنٹوں بیٹھا رہے۔ انہیں کچھ مطلب نہیں۔ مولانا قاسم صاحبؒ کے پاس جب تک کوئی بیٹھا رہتا ہوتا رہتے۔ (کمالاتِ اشرفیہ ص ۲۲۶)

۱۰۔ فرمایا کہ ایک بار مولانا محمد قاسم صاحبؒ مولانا گنگوہیؒ سے فرمانے لگے کہ ایک بات پر بڑا رشک آتا ہے کہ آپ کی نظر فقہ پر بہت اچھی ہے۔ ہماری نظر ایسی نہیں، بوسے ہی ہاں ہمیں کچھ جزئیات یاد ہو گئیں تو آپ کو رشک ہونے لگا اور آپ مجتہد بنے بیٹھے ہیں۔ ہم نے کبھی آپ پر رشک نہیں کیا۔ ایسی ایسی باتیں ہوا کرتی تھیں، وہ انہیں اپنے سے بڑا سمجھتے اور وہ انہیں۔ (کمالاتِ اشرفیہ ص ۲۲۶)

۱۱۔ فرمایا مولانا محمد قاسم صاحبؒ اور مولانا رشید احمد صاحبؒ حج کو چلے تو بمبئی میں مولانا محمد قاسم صاحبؒ تو لوگوں سے ملتے پھرتے اور مولانا گنگوہیؒ انتظام میں مشغول رہتے مولانا محمد قاسم صاحبؒ واپس آتے تو مولانا گنگوہیؒ فرماتے کچھ فکر بھی ہے کہ کیا انتظام کرنا چاہئے۔ مولاناؒ فرماتے کہ مجھے فکر کی کیا ضرورت ہے جب آپ بڑے سر پر موجود ہیں۔ (کمالاتِ اشرفیہ ص ۲۲۶)

۱۲۔ فرمایا کہ میں نے اپنے کسی بزرگ کی خدمت ہاتھ پاؤں (دبائے) کی کبھی نہیں کی کہ شاید مجھ سے نہ آوے تو انہیں تکلیف ہو۔ عمر بھر میں ایک دفعہ مولانا گنگوہیؒ کو نیکھا جھلنے بیٹھا تھا۔ اس وقت مولاناؒ اندر میں اکیلے تھے، کبھی یہ کام کیا نہ تھا۔ تھوڑی دیر میں مونڈے دکھنے لگے۔ اب اور کوئی دوسرا وہاں نہ تھا کہ اسکو دے دوں اور موقوف کر دینا برا معلوم ہوا۔ جی چاہا کہ کوئی آجاوے تو اچھا ہو۔ چنانچہ ایک صاحب آگئے، میں نے ان کے حواسے کہ دیا اور جی میں کہا کہ توبہ ہے جو اب نیکھا جھلوں، نہ ہمارے بزرگوں کو کبھی اس کا خیال ہوا، اب جیسا بڑاؤ بزرگوں کا دیکھا ویسے ہی کرنے کو جی چاہتا ہے (ایضاً ص ۳۵)

۱۳۔ فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ سے سنا ہے کہ یا جوج ماجوج کی تبلیغ ہو چکی ہے اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رات بھر اس دیوار کو چاٹتے ہیں اور کھودتے ہیں جو ان کے درمیان حائل ہے۔ جب وقت آوے گا تو یہ کہیں گے کہ انشاء اللہ کل اس کو ختم کر دیں گے۔ انشاء اللہ کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اللہ کا نام معلوم اور تبلیغ ہو چکی ہے۔ یہ نئی بات معلوم ہوئی۔ پہلے سے معلوم نہ تھی۔ (کمالاتِ اشرفیہ ص ۲۲۶) اس حدیث سے حضرت گنگوہیؒ کے حدیث کا عین النظری اور غور و فکر سے مطالعہ کر کے عجیب استدلال کرنا معلوم ہوا۔

۱۴۔ فرمایا حضرت مولانا گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہم کو پہلے سے خبر ہوتی کہ تصوف میں آخر میں کیا چیز حاصل ہوتی ہے تو میاں ہم کچھ بھی نہ کرتے۔ مدتوں کے بعد معلوم ہوا کہ جس کیلئے اتنے مجاہدات اور ریاضت کئے تھے۔ وہ فرامی بات ہے۔ حضرتؒ نے تو اپنی عالی ظرفی کی وجہ سے

اس ذرا سی بات کو نہیں بتلایا، میں اپنی کم ظرفی سے بتلاتا ہوں کہ وہ ذرا سی چیز ہے کیا جسکو مائل کر کے کیلئے اتنی معنیٰ کرنی پڑتی ہیں وہ یہی ہے جسکو میں نے تبدیل ثانی کے عنوان سے بیان کیا ہے کیونکہ یہی ہے پیدا کرنے والی تعلق مع اللہ کی اور یہی ہے محافظ تعلق مع اللہ کی اور یہی ہے بڑھانے والی تعلق مع اللہ کی۔ غرض وہ ذرا سی بات جو تصوف کا حاصل ہے یہ ہے کہ جس طاعت میں سستی سستی کا مقابلہ کر کے اس طاعت کو کرے اور جسکو یہ بات حاصل ہوگئی اسکو پھر ضرورت نہیں، شیخ کی نہ سید کی نہ مغل کی نہ پٹھان کی۔ نہیں تو چاروں ذاتوں کی ضرورت ہے۔

کشد از برائے دے بار ہا خورد از برائے گلے غار ہا
شیخ کا بس یہی کام ہے کہ اسی ذرا سی بات کے حاصل کرنے کی تدبیریں بتلاتا ہے اور کچھ نہیں کرتا۔ بدن شیخ کے اس کا حصول متعدد ہے۔ قدم قدم پر گاڑی اٹکے گی یہ پتہ نہ چلے گا کہ ادھر جادوں یا ادھر۔ دونوں چیزیں ایک نظر آئیں گی۔

بحر شیری ہمنماں در میان شان برزخ لایبغیان
۱۵۔ فرمایا: مولانا گنگوہیؒ کا دیکھیے کیا طرز تھا۔ دس حدیث کیلئے نہ کوئی مکان تھا، نہ درس تھا۔ کچھ مساجد میں رہتے تھے کچھ وہاں ہی کے حجرہ میں، جن میں سے بعض حجرہ کی چھت ایسی کہ کہیں گرنے جلتے ساری عمر اسی طرح گزار دی۔ (کلمات، اشرفیہ ص ۳۳)

۱۶۔ فرمایا: مولانا گنگوہیؒ کے یہاں ایک رئیس نے طلبہ کیلئے روپیہ بھیجا۔ درس ملتوی ہو چکا تھا۔ حضرت نے واپس فرمادیا۔ اور فرمایا کہ جس کام کیلئے بھیجا ہے وہ یہاں ہے نہیں اس لئے واپس ورنہ ممکن تھا کہ اور کسی کام کیلئے مشورہ دیا جاتا تو وہ رئیس ضرور قبول فرمالیتے۔ (کلمات، اشرفیہ ص ۳۳)
۱۷۔ فرمایا: جب گنگوہیؒ میں جامع مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی تو ایک رئیس نے حضرتؒ کو یہ لکھ کر بھیجا تھا کہ اس کام کا تخمینہ کرا کے اطلاع فرمادیں۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ میرے پاس کوئی انجنیر نہیں ہے۔ اگر دل چاہے اپنا آدمی بھیج کر تخمینہ کرا لیجئے۔ صاف جواب دے دیا۔ یہ زندگی تھی ہمارے حضرات کی۔ پھر سلف صاحبین کا یہ طرز نہیں تھا مگر اب ضرورت ہے اس طرز کی، لیکن ہمارے حضرات نے اس ضرورت کے زمانہ میں بھی طرز سلف کر دکھایا۔ ہم چونکہ متفقہ ہیں اس لئے اسباب کے ساتھ تشبہت رکھنے کی ضرورت ہے۔ (کلمات، اشرفیہ ص ۳۳)

۱۸۔ فرمایا: حضرت حافظ ضامن صاحبؒ کے ایک خلیفہ تھے، ان کے یہاں ایک مرتبہ چوری ہوگئی۔ ان صاحب کا رئیسانہ مزاج تھا مگر تھے اہل نسبت۔ ان کے سامنے کسی نے ایک بولا ہوا کانام

ے دیا۔ وہ نمازی تھا، مگر کم وقعت تھا۔ ان صاحب نے ان کو بلایا وہ ڈر گیا اور باتیں دریافت کرتے وقت خوف کی وجہ سے اس کے کلام میں لغزش ہوئی۔ اسکی وجہ سے اس پر کچھ شبہ ہوا اور ان صاحب نے اسکو مارا۔ وہ مولانا گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہوا مولانا کو بہت ناگوار ہوا۔ بس مولانا نے ان صاحب کو رفقہ لکھا کہ اگر خدا تعالیٰ آپ سے سوال کریں کہ آپ نے اس غریب کو کس حجت شرعیہ سے مارا تو آپ کے پاس کچھ جواب ہے، اس جواب کو آپ تیار کر لیں۔ اس رفقہ کو سن کر ان صاحب کا سر سے پاؤں تک سننا نکل گیا۔ پس گنگوہ پیدل پہنچے۔ مولانا اس وقت حجرے میں لیٹے تھے۔ باہر ایک طالب علم بیٹھے تھے۔ ان صاحب نے ان طالب علم سے کہا کہ مولانا کو اطلاع کرو کہ ایک ناپاک کتا آیا ہے اگر منہ دکھانے کے قابل ہو تو منہ دکھا دے ورنہ کسی کنویں میں ڈوب مرے تاکہ یہ عالم پاک ہو۔ طالب علم نے اطلاع کی۔ مولانا نے بلالیا۔ ان صاحب نے کہا حضرت میں تو تباہ ہو گیا۔ مولانا نے فرمایا کیوں قصہ پھیلایا ہے۔ گناہ ہو گیا تو توبہ کر لو یہی علاج ہے۔ حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا بعض دفعہ ایک شیخ دوسرے شیخ کے سامنے مبتدی ہو جاتا ہے۔ (کلمات اشرفیہ ص ۳۶۹)

۱۹۔ فرمایا کہ مجھے توسل کے مسئلہ میں اشکال تھا۔ اسکو حل کرنے کیلئے حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں گنگوہ حاضر ہوا۔ (یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت گنگوہیؒ کی مینائی نہ رہی تھی) سلام کے بعد میں نے اس خیال سے کہ حضرت (گنگوہیؒ) نے سلام کی آواز سے مجھے پہچان لیا ہو گا۔ عرض کیا کہ توسل کے مسئلہ میں کچھ پوچھنا ہے۔ فرمایا کہ کون پوچھتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اشرف علی۔ فرمایا کہ تعجب ہے، بس اتنی گفتگو ہوئی۔ اس کے بعد مجھے بھی کچھ عرض کرنے کی ہمت نہ ہوئی اور واپس تھانہ بھون آگیا۔ مگر اس مسئلہ میں ایسا شرح صدر ہوا کہ کوئی اشکال اور گنگلک باقی نہ رہی۔ میں نے اس مسئلہ میں ایک رسالہ تصنیف کیا اس میں مسئلہ توسل کو خوب شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے (اس رسالہ کا نام الاحداث والتوصل الی حقیقتہ الاشراف والتوسل ہے) اس واقعہ کو بیان فرمانے کے بعد حضرت حکیم الامتؒ شعر پڑھا کرتے تھے۔ (القول العزیز ص ۱۸)

۲۰۔ فرمایا حضرت مولانا گنگوہیؒ نے ایک ذاکر کو تغلیل غذا سے منع فرمایا تھا۔ انہوں نے اپنے کچھ حالات بیان کئے تو مولانا نے فرمایا کہ دماغ میں پیس آگیا ہے، جنون کا مقدمہ ہے۔ تم تغلیل غذا موقوف کرو اور دماغ کا علاج کرو۔ مگر وہ تو ان کشفیات کو کمال سمجھے ہوئے تھے۔ اس لئے مولانا کے قول پر اتماد نہ کیا، بالآخر جنون ہو گیا اور سارے اذکار و اشتغال موقوف ہو گئے پھر یہ حالت

تھی کہ بالکل ننگے بیٹھا کرتے تھے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ اپنے اعضاء کو سرکاری مشین سمجھ کر کبھی تیل بھی دیا کرو، دودھ گھی بھی کھایا کرو۔ اس حیثیت سے ان کی محبت کرنا حفاظت کرنا اور جب ان سے خدا تعالیٰ کے احکام کی تعمیل ہو جائے تو اس پر ان کی تعریف کرنا سب محمود ہے۔ یہی مطلب ہے اس شعر کا۔ (العید والوعید منہ)

شکر اللہ کہ فردیم و رسیدیم بدست آفریں باد بریں ہمت مردانہ ما
۲۱- فرمایا: آجکل یہ مصیبت عام ہو رہی ہے کہ قصار اور خطابت میں بھی میراث چلنے لگی ہے کہ قاضی کی اولاد قاضی اور خطیب کی اولاد خطیب چاہے علم اور دین سے کورے ہی ہوں۔ گنگوہ میں ایک جاہل قاضی تھے، انہوں نے مولانا گنگوہیؒ کی نقل اتارنا چاہا۔ مولاناؒ کی عادت تھی کہ عیدین کے خطبہ میں کچھ مسائل صدقہ و فطر اور قربانی کے متعلق بیان فرما دیا کرتے تھے۔ قاضی صاحب نے سوچا ہم مولاناؒ سے کسی بات میں کم کیوں رہیں۔ ہم بھی مسائل بیان کریں گے تو آپ نے مسئلہ بیان کیا کہ قربانی میں گائے پورے سال بھر کی ہونا چاہئے اور نہ معلوم کیا گڑ بڑ کی کہ لوگ ہنس پڑے کہ جاہل کو مسائل تو معلوم نہیں، مولاناؒ کی ریس کرتا ہے، مگر اس پر بھی وہ قاضی بنے ہوئے تھے، کیونکہ قاضی کی اولاد میں تھے حیرت ہے کہ ان باتوں میں تو میراث چلتی ہے اور اس میں میراث نہیں چلتی کہ باپ گنگوہیؒ ہو تو بیٹا بھی گنگوہیؒ اور اگر میچ سالم ہو تو گنگوہیؒ بن جایا کرے اور اگر باپ آنکھوں کے محافظ ہی ہوں تو لڑکا بھی محافظ ہو یعنی اندھا ہو کیونکہ عرف میں ہر اندھے کو محافظ ہی کہتے ہیں۔ (اصلاح ذات البین)

”مالا نامہ الحق“

میں

۱۔ شتھارات دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں